تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
قیمت فی پرچہ ۱ر
THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر:- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۴۸	مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۳ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

قادیان آئیے

اس پرچہ میں پروگرام سالانہ جلسہ شائع ہو رہا ہے۔ جس سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کیسے اہم اور ضروری مضامین پر بزرگانِ ملت تقریریں فرمائینگے علاوہ ازیں حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پر معارف دو تقریریں ہوں گی۔ اس سے مستفیض ہونے کے لئے احباب نہ صرف خود جلسہ میں شامل ہوں۔ بلکہ دیگر اصحاب کو بھی ضرور ساتھ لائیں ٭

گورنمنٹ کے غضب سے بچنے کیلئے خدا کے غضب کو اپنے اوپر نہیں بھڑکانا چاہیئے

امام جماعت احمدیہ کا ضروری اعلان

احمدی مصنفوں لیکچراروں اور مضمون نویسوں کیلئے

اظہار حق پر مومنانہ غیرت اور دلیری دکھاؤ

کسی بزدل کی جماعت احمدیہ میں کوئی جگہ نہیں

میں جماعت احمدیہ کے تمام مصنفوں اور مضمون نویسوں اور لیکچراروں کی واقفیت اور اطلاع کے لئے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آج کل ملک کی پر شورش حالت کو دیکھ کر گورنمنٹ لوگوں

کی تحریروں یا تقریروں پر نوٹس لے رہی ہے۔ گو ہمارا یہ طریق ہے۔ کہ گورنمنٹ کی مشکلات میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے۔ اور اس وقت بھی قیام امن کیلئے ہر ایک جائز ذریعہ سے ہم اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ان مقدمات کے نتیجہ میں ایک ایسی حالت پیدا ہو رہی ہے۔ جس کے متعلق میں اپنی جماعت کے لوگوں کو پہلے سے ہوشیار کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض لوگ مقدمہ میں گرفتار ہو کر جھٹ معافی مانگنے لگ جاتے ہیں۔ اور جس بات کو انہوں نے دیانت داری سے لکھا تھا۔ اس پر قایم رہنا پسند نہیں کرتے۔ میں ان حالات کو افسوس کی نگہ سے دیکھتا ہوں۔ اور اپنی جماعت کے مصنفوں اور مقرروں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اول تو وہ اپنی تحریروں یا تقریروں میں ایسا رنگ ہی اختیار نہ کریں۔ جس سے ملک میں فساد ہو یا شورش پیدا ہو۔ لیکن اگر باوجود ان کی احتیاط کے گورنمنٹ ان میں سے کسی پر کسی مصلحت سے کوئی مقدمہ چلائے۔ تو میں ان سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ مومنانہ غیرت کو کام میں لائینگے اور بزدلی سے اجتناب کرینگے۔ ہم گورنمنٹ کے لئے ہر ایک جائز بات کو اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن بد اخلاقی کو نہیں۔ اور بزدلی اور جھوٹ دو زبردست بد اخلاقیاں ہیں۔ پس جو شخص مقدمہ سے ڈر کر معافی مانگتا ہے۔ جبکہ اس کا نفس یہ کہتا ہے۔ کہ اس نے غلطی نہیں کی۔ اور اپنے اس فعل سے اسلام کی ہتک کرتا ہے۔ وہ دوگنہ کرتا ہے۔ وہ بزدلی کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ پھر لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ اگر فی الواقعہ آپ میں سے کسی سے جوش کی حالت میں غلطی ہو جائے۔ تو وہ اس کا اقرار نہ کرے۔ کیونکہ اپنی غلطی کا اقرار نہ کرنا بھی ایسا ہی بُرا ہے۔ جیسے ایک ایسے کام کو جو بُرا کہنا۔ جسے ہم دل سے اچھا سمجھتے ہیں۔ بلکہ میرا یہ مطلب ہے۔ کہ جو شخص کہ دیانتداری سے یہ سمجھتا ہے۔ کہ اس نے جو کچھ کہا یا لکھا ہے۔ اس میں ہرگز کوئی بات خلاف واقعہ یا خلاف تہذیب یا خلاف قانون یا بدنیتی سے نہیں کہی۔ تو اسے گورنمنٹ کے غضب سے بچنے کے لئے خدا کے غضب کو اپنے اوپر نہیں بھڑکانا چاہیئے۔

میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص خدانخواستہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ جس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ اور وہ بہادری سے اپنے ایمان اور اپنی ضمیر کی پیروی کرے۔ تو میں اور میرے ساتھ اخلاص رکھنے والی تمام جماعت اس کی ہر ممکن اور جائز مدد کرے گی۔ اور قانونی طور پر جس قدر بھی اس کی تائید کر سکے گی۔ اس کی تائید کرے گی۔ اس شخص کا غم ہمارا غم ہوگا۔ اور اس کی مصیبت ہماری مصیبت۔ لیکن جو شخص بزدلی سے کام لے گا۔ اور اپنی ضمیر کے خلاف جھوٹ سے اپنی مصیبت کو ٹلانا چاہے گا۔ وہ ہم میں جگہ نہیں پائے گا۔ اور خدا کی پاک جماعت اسے اپنے آغوش میں نہیں لیگی۔

میں آخر میں پھر آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اخلاق فاضلہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ اور ان کو نظر انداز کرکے خدا تعالےٰ کی ناراضگی اور گورنمنٹ کی پریشانی کا موجب نہ بنو۔ اور اگر خدا تعالےٰ کی کسی حکمت کے ماتحت باوجود دیانت داری سے امن کی راہ پر چلنے کے کوئی مصیبت آجائے۔ تو بہادری اور جرأت سے اس کو برداشت کرو۔ اور اپنے ایمان کو داغدار مت کرو۔

خاکسار۔ **میرزا محمود احمد**۔ خلیفۃ المسیح الثانی قادیان

الفضل۔ اس اعلان کے متعلق ہم اپنی طرف سے نیز دیگر مخاطب اصحاب کے اخلاص اور حمیت ملی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی جانب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضور کے خدام اس اعلان کے ایک ایک لفظ کی پابندی کرنا اور اس کے مطابق اپنا طرز عمل بنانا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور وہ مشکل سے مشکل لمحوں میں انشاء اللہ اسی جرأت اور دلیری سے کام لینگے۔ جس کا حضور نے انہیں ارشاد فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو آزمائش کی گھڑیوں میں ثبات اور

پروگرام جلسہ سالانہ بابت ۱۹۲۳ء

پہلا دن ۲۶ ر دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک۔ تلاوت قرآن مجید و نظم

۹½ سے ۱۰½ " " ۔ احمد بیگ اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیوں کے بارہ میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب — میر قاسم علی صاحب

۱۰½ سے ۱۱½ " " ۔ نبوۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — مولوی سید سرور شاہ صاحب

۱۱½ سے ۱۲ " " ۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ — سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ

۱۲ سے ۱ " " ۔ صداقت مسیح موعود — حافظ روشن علی صاحب

۱ سے ۲ " " ۔ نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۲ سے ۳ بجے تک۔ محمد علی مونگیری کے اعتراضات کے جوابات — حکیم خلیل احمد صاحب

۳ سے ۴ " " ۔ رپورٹ صیغہ ہائے نظارت

۴ " ۴½ " " ۔ کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی — صاحبزادہ میاں

۴½ " ۵ " " ۔ ملکانوں کے حالات اور انکے متعلق تجاویز — ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم

دوسرا دن ۲۷ ر دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک۔ تلاوت و نظم

۹½ " ۱۰½ " " ۔ فتنہ ارتداد اور ہماری جماعت کی ذمہ داری — چوہدری فتح محمد خان صاحب

۱۰½ " ۱۰¾ " " ۔ رپورٹ صیغہ بیت المال — ناظر صاحب بیت المال

۱۰¾ " ۱ " " ۔ حالات تبلیغ غیر ممالک و اپیل — مفتی محمد صادق صاحب

۱ " ۲ " " ۔ نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

تیسرا دن ۲۸ ر دسمبر ۱۹۲۳ء

پہلا اجلاس

۹ سے ۹½ بجے تک۔ تلاوت و نظم

۹½ " ۱۰½ " " ۔ قدامت روح و مادہ — میر محمد اسحاق صاحب

۱۰½ " ۱۱½ " " ۔ نبی کریمؐ کے متعلق بائبل کی پیشگوئیاں — مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے

۱۱½ سے ۱۲½ " " ۔ سلسلہ احمدیہ کا عیسائیت پر حملہ اور اس کا اثر — چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی آمد پر اظہار خوشی

طلباء مدرسہ احمدیہ کا جلسہ دعوت

۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو طلباء مدرسہ احمدیہ نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کی امریکہ سے کامیاب واپسی پر آپ کے اعزاز میں ایک "ٹی پارٹی" دی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور بہت سے دیگر اصحاب شامل تھے۔ چائے کے بعد مولوی عبداللہ صاحب مالاباری طالب علم فاضل کلاس نے حسب ذیل ایڈریس پڑھا۔

طلباء مدرسہ احمدیہ کا ایڈریس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جناب مفتی صاحب اور معزز حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم طلباء مدرسہ احمدیہ نے حضور اور دیگر معززین کرام کو اس وقت یہاں تشریف فرما ہونے کی جو تکلیف دی ہے۔ اس کا باعث آپ سے مخفی نہیں۔ ہم حضرت مفتی محمد صادق صاحب کان اللہ لہ کی کامیابی اور بخیریت واپسی پر اظہار مسرت کرنا۔ اور حضور اور جماعت اور مفتی صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب! آج سے قریباً ساڑھے تین سال پیشتر ہم طلباء مدرسہ احمدیہ نے آپ کی خدمت میں اسی طرح ایک ایڈریس پیش کیا تھا جب کہ آپ اس مبارک کام کے لئے جس کو سرانجام دے کر آج واپس آئے ہیں۔ بحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ہم سے جدا ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ کی پاک صحبت کی جدائی ہم میں سے ہر ایک پر شاق تھی۔ کیونکہ آپ کی خوش خصالی وخوش مقالی کا ہر ایک شیدائی تھا۔ مگر اس امر کی اہمیت کے مقابلہ میں جس کے سرانجام دینے کے لئے آپ جا رہے تھے۔ ہمارے غم و فکر کی کچھ حقیقت نہ تھی۔

اے ہمارے واجب الاحترام مجاہد! خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے پھر دوبارہ ہمیں آپکا نیاز حاصل کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ ہمارے دلوں میں آپ کے دوبارہ دیدار سے جو خوشی کی لہریں موجزن ہیں۔ ان کے اظہار کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔

اے احمد صادق کے محب صادق! جس مقدس مذہب کی بنیاد حضرت افضل الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اور جسکی نگہبانی کے لئے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مبعوث ہوئے۔ اس کی اشاعت کے لئے آپ ہمارے امام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ہم سے جدا ہوئے۔ سرزمین یورپ و امریکہ کے کفرستان میں جو شاندار کامیابی خدا کے فضل سے آپ کو نصیب ہوئی۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور حضرت فضل عمر کی دعا سے حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اس کامرانی کا سہرہ آپ کے سر باندھا گیا ہے۔ اس لئے ہم تہ دل سے آپ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرما دے۔

اے مسیح موعود کے مخلص حواری! اس بڑھاپے اور نقاہت اور مختلف روکاوٹوں کے باوجود جس عزم و استقلال۔ ہمت اور شجاعت سے آپ نے خدمت اسلام کی ہے۔ وہ جوانوں کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید نمونہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک صحبت اور قابل فخر شاگردی کا فی الواقع یہی تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ بے شک لوگ یورپ جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات انہیں تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن کس مدعا کے حصول کے لئے۔ کس غرض کی تکمیل کے لئے؟ صرف جاہ و جلال اور دنیاوی فوائد کے لئے۔

پھر لوگ امریکہ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ انکا مشکلات سے مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کی تبلیغ کے لئے نہیں۔ رضا الٰہی کے حصول کیلئے نہیں۔ بلکہ دنیوی عزت اور مال و منال کے حصول کیلئے۔ لیکن آپ دنیوی اغراض پر لات مار کر محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر یورپ و امریکہ میں گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکی بے سروسامانی اور اخلاص کو دیکھکر خارق عادت مدد فرمائی۔

اے مبلغ امریکہ! خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اس دور کی سرزمین میں اسلام کو جو عظیم الشان فتح دی ہے۔ اس کا اپنے اور بیگانے اعتراف کر رہے ہیں۔ اور کیوں نہ کریں۔ جب کہ حضرت مسیح موعود کی مقدس روح آپ کے ساتھ تھی۔ جیسا کہ حضرت امامنا کی اس رؤیا سے ظاہر ہے جس میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امریکہ سے تبلیغ اسلام کر کے واپس آتے دیکھا۔ پھر آپ حضرت محمود سپہ سالار اسلام کی فوج [illegible] کے لئے تجربہ کار جرنیل ہیں۔

اے جرنیل اسلام۔ کہتے ہیں کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ اور تاریخی دنیا میں اپنا نام پیدا کر گیا۔ مگر اس کو آپ سے کیا نسبت۔ وہ ملک جس کو اس نے دریافت کیا تھا۔ اس کے باشندے آخر اس کو کھو بیٹھیں گے۔ لیکن جس ملک کی طرف آپ نے ان کی راہنمائی کی ہے۔ وہ ابد الآباد تک ان کے ہاتھوں رہیگا۔ پھر جن تاریخی کتابوں کولمبس کا نام ثبت ہے۔ وہ کتابیں خود ایک دن نابود ہو جائیں گی۔ لیکن آپ کا نام اس مبارک کام کی وجہ سے جن صحیفوں پر درج ہے۔ وہ کبھی فنا پذیر نہیں ہونگے۔

اے احمد موعود کے پیارے صحابی! ہم آپ کی اس شان پر رشک کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا خلیفہ آپ کے دیدار کا مشتاق تھا۔ اور جہاں ہم آپ کی بیش بہا خدمات پر مبارک باد عرض کرتے ہیں وہاں اس خوش نصیبی پر بھی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اے ہمارے مخدوم صادق! آپ کی علمی لیاقت اور ذہنی قابلیت کو دیکھکر یورپ و امریکہ کی مختلف علمی سوسائٹیوں نے آپ کو بڑے بڑے ڈپلومے دیئے۔ اور ہمیں خوشی ہے۔ کہ مسیح موعود کے ایک پرانے صحابی اور احمدیہ جماعت کے ایک ممتاز ممبر کی یہ عزت افزائی اور قدر شناسی ہوئی۔ لیکن اس رضائے الہی کے ڈپلومے کے مقابلہ میں جس کے حصول کی خاطر آپ امریکہ کی سرزمین میں سر بکف پھرتے رہے۔ وہ کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اے خدا تو ہمارے اس صادق مجاہد پر اپنی برکات نازل فرما۔ اور سعادت دارین سے بہرہ اندوز کر۔ اے مسیح موعود کے پیارے ایاز! ہم اس دعا کے بعد اس بڑے دینی فرض کو سرانجام دے کر بخیریت واپس آنے پر آپ کو مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

آخر میں ہم طلباء مدرسہ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حضرت مفتی صاحب کی بخیریت واپسی اور کامیابی پر مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور التجا کرتے ہیں۔ کہ حضور دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مفتی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور ہم کو بھی خدمات دینیہ کے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جناب مفتی صاحب کی تقریر

اس ایڈریس کے بعد جناب مفتی صاحب نے اپنی تقریر اس طرح شروع فرمائی:۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ احباب کرام اور پیارے بچو میں آنحضرت مسیح موعود کی خدمت میں رہ کر اس امر کو محسوس کیا

یورپ میں اشاعت اسلام کے متعلق مسیح موعود کی خواہش

کہ حضور کو اس بات کا بہت شوق تھا۔ کہ یورپ و امریکہ میں اسلام پھیلے۔ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب نے ایک غیر احمدی مولوی سے بحث کی۔ اور مولوی صاحب کو اس میں فتح ہوئی۔ قاضی آل محمد صاحب کو مولوی صاحب نے اس مباحثہ کی روئداد سنانے کے لئے حضرت کے پاس بھیجا۔ میں ان دنوں لاہور سے آیا ہوا تھا۔ اور اندر ایک کمرے میں حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھا کوئی کتاب سنا رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک بچے نے اندر اطلاع دی۔ کہ ایک شخص آئے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ حضرت صاحب باہر تشریف لائیں۔ ایک بہت بڑی خوشخبری سنانے کے لئے لایا ہوں حضرت صاحب نے مجھے بھیجا۔ کہ جا کر دریافت کروں۔ کیا بات ہے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ مجھے مولوی محمد احسن صاحب نے بھیجا ہے۔ فلاں جگہ ان کا ایک مولوی سے مباحثہ ہوا جس میں مخالف کو سخت شکست ہوئی ہے مولوی صاحب نے اس کو خوب رگیدا وغیرہ۔ جس قسم کے الفاظ انہوں نے کہے تھے۔ وہ میں نے حضرت صاحب کو جا کر سنا دیئے۔ حضور سن کر ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ میں نے سمجھا یورپ مسلمان ہو گیا۔ اور یہ خوشخبری سنانے آئے ہیں۔

امریکہ کو پہلا تبلیغی خط

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کو یورپ کے مسلمان ہونے کے متعلق کس قدر خیال رہتا تھا۔ ایسا ہی اور دفعہ بھی جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضور کا یہی منشا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دفعہ میں حاضر تھا۔ مسٹر ویب ایک امریکن مسلمان ہوا تھا۔ وہ ہندوستان میں آیا۔ قادیان بھی آنا چاہتا تھا۔ مگر مخالف لوگوں نے اس کو بہکا دیا۔ اور وہ بغیر قادیان میں آئے واپس لوٹ گیا۔ مجھے حضرت اقدس نے فرمایا۔ آپ اس سے خط و کتابت جاری رکھیں۔ شاید اور لوگ اس کے ذریعہ مسلمان ہو جائیں۔ پھر کسی سے امریکہ کا پتہ معلوم کیا۔ اور ایک لمبا تبلیغی خط لکھا۔ یہ اس قسم کا پہلا خط تھا جو میں نے مغربی دنیا کو لکھا۔ اسکا جواب آیا جیسیں اسنے لکھا۔ کہ مجھے قادیان نہ آنیکا افسوس ہے اگر میں وہاں آتا۔ تو مسلمانوں نے مجھ پر جو شک کیا اور شبہات پیدا کئے ہیں وہ نہ ہوتے۔ اب میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس ملک میں بہت سے لوگ اسلام کی طرف مائل ہیں۔ اور مسائل پوچھتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انکے خطوط آپ کو بھیج دیا کروں۔ آپ جواب لکھدیا کریں۔ میں نے لکھا بہت اچھی بات ہے۔ اور اس طرح اور لوگوں سے بھی خط و کتابت شروع ہو گئی۔

پہلا امریکن احمدی

اس سلسلہ میں ایک شخص مسٹر الیگزینڈر رسل مسلمان ہوا۔ جس کا نام حضرت مسیح موعود نے احمد رکھا۔ اب میں اس سے ملا ہوں۔ وہ یہاں آنا چاہتا ہے۔ اس نے ایک دفعہ پہلے بھی خواہش ظاہر کی تھی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے لکھوایا۔ کہ ہم جو کھاتے ہیں۔ اگر آپ وہی کھائیں اور ہم جو پہنتے ہیں وہ پہنیں۔ تو آپ آ سکتے ہیں۔ وہ ایک مالدار آدمی ہے۔ اسکا روپیہ اس کے بھائی کے پاس ہے جو منتصب عیسائی ہے۔ اب وہ روپیہ واپس لینے کی فکر میں ہے۔ اسکے بعد وہ آنا چاہتا ہے

امریکہ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں

میں نے امریکہ میں جو بات معلوم کی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے متعلق بہت غلط فہمیاں ہیں جن کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں ایک شہر میں لیکچر دینے گیا۔ جس سوسائٹی نے مجھے بلایا تھا۔ اسکے سیکرٹری سے وہاں کی یونیورسٹی کے پرنسپل نے بذریعہ ٹیلیفون خواہش ظاہر کی۔ کہ ڈاکٹر صادق صاحب ہمارے ہاں کے طلباء میں تقریر کریں۔ اور بتائیں کہ وہ اپنے لیکچر کا کیا چارج کرینگے۔ وہاں قاعدہ ہے۔ کہ لیکچر پر کچھ معاوضہ دیتے ہیں۔ میں نے کہا میں جس سوسائٹی میں لیکچر دینے کیلئے آیا ہوں۔ اس نے مجھے سفر خرچ دیا ہے اسلئے میں کچھ نہیں لونگا۔ میں تو انکو اسلام کے متعلق سنانا چاہتا تھا۔ اسلئے مجھے خیال ہوا۔ لیکن پرنسپل نہ کے خیال سے وہ لیکچر نہ کرائیں۔ جب میں لیکچر کیلئے وہاں گیا تو پرنسپل حاضرین کو مجھ سے اس طرح انٹروڈیوس کرایا۔ کہ ڈاکٹر صادق مسلمان ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کے خیالات کو نہ سنیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق ایک مسلمان سے ہی کچھ سنیں۔ وہاں لیکچر تقریر ایک گھنٹہ ہوئی جس میں اسلام کی خوبیاں وفات مسیح۔ مسیح کی قبر کشمیر کا ذکر وغیرہ بیان کیا۔ آخر میں پرنسپل نے کہا۔ کہ یہ دن میری عمر میں یادگار رہیگا۔ کیونکہ اب تک تو ہم اسلام صرف دو باتوں کو سمجھتے تھے۔ ایک یہ کہ مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بت کی پرستش کرتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جہاں عیسائی ملے قتل کر ڈالتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ پادری صاحبان جو ڈاکٹر صادق کے لیکچر کرائے جانے پر معترض تھے وہ اپنے اعتراض واپس لینگے۔ کیونکہ ہمیں اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئی ہیں (باقی صفحہ ۵)

انگریز اور امریکن

امریکہ میں سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کیا جاوے۔ امریکہ والے یورپ والوں سے زیادہ فراخ حوصلہ ہیں جس کو بہتر جب وہ مانتے ہیں تو استقلال سے مانتے ہیں۔ انگلستان میں بھی مسلمان ہیں اور ان میں بھی مخلص ہیں۔ مگر امریکہ میں زیادہ مخلص ملتے ہیں۔ وہ لوگ عملی زندگی بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ جب پچھلا رمضان آیا اور شکاگو میں مسجد بنانے کے بعد یہ پہلا رمضان تھا۔ تو میں نے مسائل رمضان بیان کیئے۔ ان دنوں اٹھارہ گھنٹہ کا دن تھا۔ میں تو کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ مولوی محمد دین صاحب جو قادیان سے نئے نئے گئے تھے۔ ان میں ایمانی جوش زیادہ تھا۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ سارے روزے رکھیں گے۔ پہلا روزہ رکھا۔ دوسرا بھی رکھا۔ تیسرا جب رکھا تو بیہوش ہو گئے۔ اور پھر کوئی نہ رکھا۔ جب آخری روزہ آیا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے پہلا روزہ بھی رکھا تھا آخری بھی رکھونگا آپ بھی رکھیں۔ انھوں نے کہا کہ اب میں تو نہیں رکھ سکتا۔ یہ مجبوری تھی۔ لیکن امریکہ کے کئی نو مسلموں نے روزے رکھے۔ وہاں ایک صاحب نومسلم مسٹر رسل ہیں جنکا نام ہم نے غلام رسول رکھا تھا۔ ان کو میں نے بتایا کہ میاں بیوی کے تعلقات روزہ میں نہیں کیئے جاتے۔ اس نے بالکل ہی چھوڑ دیئے اسکی بیوی میرے پاس آکر کہنے لگی۔

Dr. Sadiq what have you done with my Husband.

ڈاکٹر صادق آپ نے میرے خاوند کو کیا کر دیا میں نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ کہنے لگی وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔ اسپر میں نے اسکو سمجھایا کہ رات کو جس طرح کھانے پینے کی اجازت ہے۔ اسی طرح تعلقات کے متعلق ہے۔ اسوقت اس نے بتایا کہ میں نے تو بستر علیحدہ کر دیا تھا۔

امریکن اور انفاق فی سبیل اللہ

اسی طرح ابھی محمد یوسف خان کا خط امریکہ سے آیا ہے کہ مولوی محمد دین صاحب نے تحریک کی تھی کہ سردی آگئی۔ کوئلہ کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اس پر وہاں کے نو مسلموں نے ۶۰ ڈالر چندہ جمع کر کے دیدیا۔ یوں بھی کچھ چندہ دیتے رہتے ہیں۔

مفتی صاحب کا خاص طرز تبلیغ

اگر ہم وہاں معمولی رسالہ یا اشتہار وغیرہ چھپوائیں تو بڑا خرچ ہو جاتا ہے میں نے وہاں خطوط کے فارم چھپوائے تھے۔ جن میں سلسلہ کا مختصر حال لکھا تھا جو ہم خاص خاص تقریبات پر استعمال کرتے ہیں خصوصاً وہاں جہاں ہم پہنچ نہ سکیں۔ مثلاً کوئی گورنر مقرر ہوا اسکو اسی فارم پر مبارک باد کا خط لکھدیا جس میں تبلیغی حال درج ہے۔ نئے پوپ کو بھی اس فارم پر مبارک باد لکھی تھی۔ اس نے شکریہ کا خط لکھا۔ اور کہا کہ وہ کوشش کرے گا۔ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو۔

مفتی صاحب کی ڈگریاں اور حضرت مسیح موعود کا نشان

ایڈریس میں ڈگریوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جب میں بی۔ اے۔ کے امتحان میں آخری بار فیل ہوا۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ پھر امتحان دوں۔ آپ نے فرمایا۔ اب جانے دیں۔ آپ کے لیئے اسکے عوض میں کچھ اور رکھا ہے جس کا ابھی وقت نہیں آیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ امریکہ میں روپیہ دینے سے ڈگری مل جاتی ہے۔ مگر میں نے کوئی ڈگری قیمت دیکر نہیں خریدی۔ یہ بغیر میری محنت یا صرف زر یا خواہش کے ملی ہیں۔ سوائے اس معمولی فیس کے جو engrave کرانے کے لیئے دینی پڑتی تھی۔ میں ایک شہر میں لیکچر دینے گیا۔ وہاں کی یونیورسٹی کے پرنسپل نے خواہش کی کہ میں ان کے یہاں علمی مذاق کا لیکچر دوں۔ میں نے وہاں تقریر کی جس میں سلسلہ کا بھی ذکر تھا۔ یہ تقریر میں نے زبانوں کے متعلق اور عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کے متعلق کی تھی۔ اس پر پرنسپل نے وہاں کے سینٹ میں پیش کیا کہ ان کو ڈگری دی جائے۔ اور ان کو ڈگری دینا ہماری یونیورسٹی کی عزت ہے۔ انھوں نے جو ڈگری دی وہ "ڈاکٹر آف اورنٹیل سائینسز" کی ڈگری تھی اب مجھے اتنی ڈگریاں مل گئی ہیں کہ جو مجھے زبانی یاد بھی نہیں۔ دلی میں لیکچر کے متعلق جو اشتہار شائع کیا ہمیں میرے نام کے ساتھ کچھ ڈگریاں لکھیں اور باقی مجھ سے پوچھیں۔ میں نے کہا زبانی یاد نہیں۔ میرے ملاقاتی کارڈ پر درج ہیں۔ غرض یہ تمام ڈگریاں ان الفاظ کی تصدیق کرتی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمائے تھے۔

خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی

ایڈریس میں میرے جسمانی ضعف کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس کا مجھے ہمیشہ اقرار رہا ہے۔ میں نے کبھی وہم بھی نہ کیا تھا۔ کہ میں ہندوستان سے باہر جا سکوں گا۔ نہ میں مشکلات کی برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر پاتا تھا۔ یورپ اور امریکہ میں جو کام ہوا۔ میری بہادری یا استقلال کا اسمیں کچھ بھی دخل نہیں۔ یہ میری کسر نفسی نہیں۔ بلکہ میں صدق دل سے کہتا ہوں۔ کہ یہ سب عزم و استقلال اور بہادری **محمود** کی ہے۔ اور یہ اس امام کا کام ہے جسکو خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لیئے کھڑا کیا ہے۔ جو مامور اور روحانی اُستاد آتے ہیں وہ لوگوں میں عمل کی قوت پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ تزکیہ نفوس کرتے ہیں۔ میں نے احمد کے نام کو پیش کیا اور صداقت اسلام کو پیش کیا جس میں مجھے بے نظیر کامیابی ہوئی۔ اور یہ سب اللہ کے فضل کا نتیجہ ہے۔

ہم پر احمدیت کا احسان

امریکہ میں ایک ترکی رسالے پاشا ایک کی بیٹی چندہ کرنے کے لیئے آئے۔ انھوں نے مجھ کو کہا کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ مگر احمدیت کا ذکر چھوڑ دیں۔ اسکو ہر جگہ پیش کرنیکی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ

لوگ کب سے یورپ میں ہیں۔ آپ کی حکومت بھی تھی مگر تبلیغ اسلام کے متعلق آپ لوگوں نے کیا کیا۔ اور تو اور آسٹریا بلغاریا جو آپ کے پڑوس میں تھے۔ انہیں بھی تبلیغ نہ کی۔ اب میں ہندوستان سے تبلیغ اسلام کیلئے آیا ہوں تو اسلئے کہ خدا کے مسیح نے مجھ میں اسلام کی خدمت کا ولولہ پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ خدا کے مامور جو آتے ہیں وہ ایمان کے ساتھ قوت عمل بھی پیدا کرتے ہیں۔ دیکھ لو غیر احمدی مسلمانوں میں سو میں سے پانچ نمازی ملیں گے مگر سو احمدیوں میں بمشکل پانچ ایسے ہوں گے جو نماز میں سست ہوں گے۔ اور دیگر کمزوریاں ان میں پائی جاتی ہوں۔ پس مجھے جس وجہ سے تبلیغ اسلام کی توفیق مل رہی ہے اسکو کس طرح چھوڑ دوں۔ احمدیت کے ذکر کو چھوڑنے کا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ ہم بھی اشاعت اسلام چھوڑ دیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح گھروں میں جا کر بیٹھ رہیں۔ یہ احمدیت کا ہی ثمرہ ہے جو کامیابی ہو رہی ہے۔

طلباء مدرسہ سے محبت

مدرسہ احمدیہ کے لڑکے مجھے بہت پیارے ہیں اسلئے کہ وہ دین کی خدمت کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور ان بچوں سے مجھے وہی خوشبو آتی ہے جو پہلے ہائی سکول سے آتی تھی، جب کہ وہ اس عمارت میں تھا اس کے قدیم طالب علموں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ مثلاً چودھری فتح محمد صاحب اور صوفی حافظ غلام محمد صاحب وغیرہ نے سب سے پہلی دعوت جو میری روانگی کے وقت مجھے دی گئی تھی۔ وہ بھی مدرسہ احمدیہ کے لڑکوں کی طرف سے تھی۔ اور میری واپسی پر سب سے پہلے جو دعوت دی گئی ہے۔ وہ بھی مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی طرف سے ہے۔

میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدمت دین کا ایسا ہی بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ موقع دے جیسا کہ مجھے ملا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

جدائی کے بعد ملاقات

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جب کوئی عزیز دوست عرصہ تک باہر رہے تو اسکی واپسی پر ایک عجیب حالت پیدا ہوتی ہے۔ جو عام حالات سے علیحدہ ہوتی ہے۔ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک خوشی کی اور ایک رنج کی۔ اور ان دونو کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے حالات ہوتے ہیں جو اپنے اندر خاص اثرات رکھتے ہیں۔ جب کوئی عزیز کسی لمبی جدائی کے بعد واپس آتا ہے تو جذبات میں ایک ایسا ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ جو رنج اور خوشی سے الگ ہوتا ہے۔ خوشی کا نشان ہنسنا ہے اور رنج کا آنسو بہانا۔ لیکن اس موقعہ پر خوشی بھی ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بھی بہتے اور رقت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ دل کے ایک حصہ میں رقت ہوتی ہے اور دوسرے حصہ میں خوشی کی لہریں اُٹھ رہی ہوتی ہیں۔ اس حالت کے ہونے کو تو ثابت کیا جا سکتا ہے مگر اس کی کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب ایک عزیز جدائی کے بعد آتا ہے۔ تو جہاں ایک کیفیت محبت کی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہاں اسکے سامنے ہونے سے درد کی کیفیات بھی اُبھر آتی ہیں اور ان مشکلات کا تصور پیدا ہو جاتا ہے جن میں سے وہ عزیز گزرا ہوتا ہے۔

مشکلات کے بعد ملنے پر کیفیت قلب

جو عزیز باہر سے آتا ہے وہ جن مشکلات میں سے گزرتا ہے۔ ان میں اسکے پیش نظر ایک عزم اور اپنے کام کو کامیابی سے سرانجام دینے کا خیال ہوتا ہے اور جب وہ ان مشکلات میں سے گزر کر اور اپنے کام کو ختم کر کے آتا ہے تو اسے ان مشکلات کی یاد آتی ہے جن میں اسکو خیال آتا تھا کہ اگر میرے عزیز میرے پاس ہوتے تو میری مشکلات میں کمی کا موجب ہوتے۔ جب وہ آتا ہے تو ان مشکلات کا تصور جو کام کرتے وقت مفقود یا کام کرنے کی دھن میں بھولا ہوا ہوتا ہے ایک دم سے ابھر پڑتا ہے۔ اسلئے اسکی بھی رنج اور خوشی کی کیفیت ہوتی ہے۔ اسی طرح جن کا عزیز واپس آتا ہے۔ اس کی غیر حاضری میں ان کے دل میں دو جذبے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آئے۔ دوسرے یہ کہ کامیاب واپس آئے۔ لیکن جب وہ آتا ہے تو ان کے دل میں بھی ایک درد اور مسرت کی مخلوط کیفیت موجزن ہوتی ہے۔ دونوں کے دلوں کی تکالیف کے دبے ہوئے خیالات جو پہلے ایک گوشہ میں پڑے تھے۔ اس وقت ان سے کہتے ہیں۔ کہ اب ذرا ہمیں بھی ظاہر ہو لینے دو۔ اور وہ ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک محبت اور خوشی کا جذبہ ہوتا ہے۔ مگر ایسا کہ چہرے ہنس رہے ہوتے ہیں اور آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں۔

جدائی کے بعد ملنے کی کیفیت

جہاں وہ عزیز جو باہر تھا کام کی دھن میں مشکلات سے بے پروا ہوتا ہو۔ وہاں اس کے وہ عزیز جو گھر پر ہوتے ہیں ان مشکلات کے حل ہونے کیلئے دعاؤں میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب مشکلات کا ہجوم ہو اُس وقت انسان جزع فزع نہیں کیا کرتا۔ لیکن جب وہ ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں جدائی ختم ہو جاتی ہے تو دبے ہوئے درد کے جذبے ظاہر ہو جاتے ہیں اور مسرت کی لہریں اُٹھنے لگتی ہیں۔ یہ کیفیات انسان پر طاری ہوتی ہیں جو کسی زبان میں ادا نہیں ہو سکتیں۔ کوئی فصیح و بلیغ ان کو ادا نہیں کر سکتا۔ قلب محسوس کرتا ہے۔ چہرہ ظاہر کرتا ہے مگر زبان بیان نہیں کر سکتی۔

جدائی کے بعد ملاپ کی لذت

مفتی صاحب کے واپس آنے پر میری اور دوسرے احباب کی جو کیفیت ہے وہ یہی ہے۔ انکو جو ایڈریس پیش کیا گیا ہے۔ وہ بھی ان دونوں کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی وہ فطری جذبہ ہے جسکی طرف

میں اوپر اشارہ کر آیا ہوں۔ کیونکہ جانبین میں جو جذبات کئی سال سے دبے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا بھی حق ہے کہ ظاہر ہوں۔ یہ کیفیت سرور لذت اور درد کا مجموعہ ہے۔ مگر یہ درد پیارا ہے کیونکہ اگر اس سے حصہ نہ لیا جائے۔ تو مسرت کامل نہیں ہوتی۔ یہ درد ایسا ہی ہے۔ جیسا پھوڑے کو سہلانے سے ہوتا ہے۔ پس یہ درد لطیف ہے۔ اور یہ تکلیف مزے دار ہے۔ جو لوگ اس درد اور اس لذت سے خالی ہیں۔ اور جن کے قلوب میں یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ وہ لذت اور مسرت سے ناواقف ہیں۔ کوئی مسرت سے واقف دل اس درد کی کیفیت کے قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ چاہتا ہے۔ کہ یہ درد اور یہ کیفیت ہمیشہ طاری رہے۔

انگلستان اور امریکہ

مفتی صاحب کا سفر انگلستان اور پھر سفر امریکہ اس میں حقیقی سفر امریکہ کا ہی ہے۔ اور اس میں جو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ فتوحات کا دروازہ کھولنے والی ہے انگلستان میں یہ حالت ہے۔ کہ پہلے ہی آثار سے ثابت ہو رہا ہے۔ وہ تبلیغ کے لئے سیڑھی تو ہو سکتا ہے۔ لیکن مقصد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس ملک کے لوگ حاکم ہوں۔ وہ اپنے آپ کو ماتحتوں سے معزز سمجھتے ہیں۔ اور ان میں ایک قسم کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے انگلستان والے مسیح موعود کی عزت نہیں کر سکتے۔ جب تک ہر طرف سے آوازہ نہ آئے۔ کہ مسیح موعود آگیا۔ اور اس کو ماننا چاہیئے۔ مگر امریکہ والوں کی حالت انگلستان والوں سے مختلف ہے۔ ہم ان کی رعایا کی حیثیت نہیں رکھتے۔ انگلستان والوں کے ذہن میں تو یہ بات نہیں آسکتی۔ کہ کوئی ترقی ان کی رعایا کے لوگ ان سے بڑھ کر کر سکتے ہیں۔ ان کا تکبر ان کو اس بات کی اجازت نہ دے گا۔ کہ وہ حاکم ہو کر مسیح موعود کے غلام بنیں۔ وہ اگر ہمارے مشن کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ تو تماشہ کے طور پر جیسے دو بچے کھیل رہے ہوں۔ اور دیکھنے والے دل بڑھانے کے لئے کہا کرتے ہیں۔ واہ وا بڑا بہادر ہے۔ حالانکہ اس بچے کو واقعی بہادر نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح اگر وہ ہماری کسی خوبی کی تعریف کرتے ہیں تو صرف اس طرح کہ گویا وہ بچوں کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ اور دل بڑھانے کے لئے تعریف کرتے ہیں۔

مفتی صاحب کا سفر امریکہ

پس اصل زمانہ مفتی صاحب کے کام کا وہی ہے۔ جو امریکہ میں انہوں نے گذارا۔ جب مفتی صاحب ساحل امریکہ پر پہونچے۔ تو ان کو داخلہ ملک سے روکا گیا۔ ان کا داخلہ ایک خاص نشان ہے۔ میں نے ان دنوں سیالکوٹ میں تقریر کی جس میں کہا تھا کہ امریکہ کے پاس جہاز ہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ یورپ کی طاقتیں اس سے ڈرتی ہیں۔ پھر اس کو اپنی فوجوں پر ناز ہے۔ مگر باوجود اپنے ان سامانوں کے وہ ہمیں داخلہ سے نہیں روک سکتا۔ ہم امریکہ میں داخل ہوں گے۔ اور ضرور داخل ہوں گے۔ اس بات سے وہاں کے لوگ متعجب ہوئے۔ اور بعض غیر احمدیوں نے کہلا بھیجا۔ کہ یہ تو بڑی بات ہے۔ جو انہوں نے کہی ہے۔ مگر وہ ان باتوں سے واقف نہ تھے کیونکہ مجھے خدا تعالےٰ نے بتا دیا تھا کہ مفتی صاحب امریکہ میں ضرور داخل ہونگے۔

مدرسہ احمدیہ کا ایڈریس

اس کے بعد میں ایڈریس کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میری ہمیشہ سے یہ خواہش ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ علمی ترقی کرے۔ میں ہمیشہ ایڈریسوں پر ریمارک اسی نیت سے کیا کرتا ہوں۔ کہ ان میں اصلاح کی جائے۔ آج جو ایڈریس پڑھا گیا ہے۔ وہ موقع کے مناسب ہے۔ اس کی عبارت اور مضمون بھی عمدہ ہے۔ اگر یہ کسی خاص فرد سے تعلق نہیں رکھتا۔ تو یہ قابل تعریف ہے۔ اور پہلے ایڈریسوں سے ایک نمایاں ترقی ظاہر کرتا ہے۔

ایڈریس پیش کرنے والوں سے ہماری توقعات

میں ایڈریس پیش کرنے والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنا فرض اتنا ہی نہ سمجھیں۔ کہ ایڈریس پیش کر دیا۔ اور خوش ہو گئے۔ بلکہ ان کا ایڈریس اس وقت اصل ایڈریس ہوگا۔ جس وقت وہ اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے پیش کریں گے۔ اور ہمیں ان کے اس ایڈریس کے پیش کرنے سے یہی توقع ہونی چاہیئے۔ یاد رکھو دین کی خدمت ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ اور وہی قوم زندہ رہتی ہے۔ جس کا ہر ایک فرد قوم کے مطمح نظر یا پیش نظر کام کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ پس اگر تبلیغ کے متعلق ہم یہ خیال کر لیں۔ کہ چند مبلغوں کا کام ہے۔ یا انگریزی خواں سمجھیں۔ کہ مولویوں کا اور مولوی سمجھیں۔ کہ انگریزی خوانوں کا کام ہے۔ تو ہماری جماعت زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور ہم اپنے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیا وہ قوم زندہ کہلا سکتی ہے۔ جس کے دس پندرہ افراد زندہ ہوں۔ ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے۔ کہ انسان کی کھال کا اگر بہت زیادہ حصہ جل جائے۔ اور بہت تھوڑا باقی رہ جائے۔ تو وہ انسان بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح اگر کسی قوم کے زیادہ افراد قومی کام کو اپنا فرض خیال نہ کریں۔ اور چند کریں۔ یا بالفاظ دیگر چند زندہ ہوں اور باقی مردہ۔ تو کیسے وہ قوم یا جماعت زندہ رہ سکتی ہے۔

تبلیغ فرض کفایہ نہیں

پس میں اپنی جماعت کے نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تبلیغ سب احمدیوں کا فرض ہے۔ اور یہ فرض کفایہ نہیں۔ کہ ایک نے کر دیا۔ تو باقیوں کا فرض بھی ادا ہو گیا۔ بلکہ ہر ایک شخص کے خود کرنے کا کام ہے اگر ہر ایک شخص خود اپنا کام نہیں کرے گا۔ تو اس کا کام نہیں ہوگا۔ اگر تم میں سے ہر ایک کے دل میں یہ احساس نہیں۔ کہ تبلیغ اس نے کرنی ہے۔ تو گویا تم نے اپنے ایڈریس میں صداقت سے کام نہیں لیا۔ اور تم کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور نہ حضرت اقدس کی پیشگوئیاں تمہارے ذریعہ پوری ہو سکتی ہیں۔ گو وہ ضرور پوری ہونگی۔ مگر ان کے پورا کرنے والے تم نہ ہوگے۔ کوئی اور ہوگا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ تبلیغ فرض کفایہ نہیں۔ جس طرح نماز میں قائم مقامی

نہیں ہوگئی۔ اسیطرح تبلیغ میں بھی قائم مقامی نہیں ہوسکتی اور مفتی صاحب کے آنے پر آپ کی خوشی بھی تبھی تسلیم کی جائے گی۔ جب کہ آپ بھی وہی کام کریں۔ جو مفتی صاحب نے کیا ہے ۔

تبلیغ امریکہ پر موقوف نہیں

اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ آپ سب امریکہ ہی جائیں۔ بلکہ یہاں بھی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ آپ تبلیغ کریں۔ اور یہ خیال درست نہیں۔ کہ اور جگہ کی تبلیغ آسان ہے۔ ہم کئی سال سے ایک جگہ کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ایک بھی شخص ان میں سے ابھی تک داخل اسلام نہیں ہوا۔ پس ہر ایک شخص سے خواہ وہ کتنا ہی گرا ہوا ہو اور اس کا مذہب کتنا ہی ادنیٰ درجہ کا ہو۔ اس سے مذہب بدلوانا مشکل ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ لوگ جو دنیاوی لحاظ سے ادنےٰ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو ہم چھوڑ دیں۔ ان میں تبلیغ کرنا بھی ہمارا ایسا ہی فرض ہے جیسا یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں تبلیغ کرنا۔ ایسے لوگوں میں ہم اپنے گھروں اور اپنے وطنوں میں رہتے ہوئے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر کہیں باہر جاکر تبلیغ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور اس وقت ہم اپنے بال بچوں کو دین کے لیئے نہیں چھوڑ سکتے۔ تو پھر ہم کسی ثواب کے مستحق نہیں اس لیئے ہماری نیت اور ارادہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں بھی ضرورت ہوگی۔ ہم خدمت دین کریں گے۔ اگر کسی مجبوری کے باعث نہ جا سکیں۔ تو وہ علیحدہ بات ہے اور ہماری وہ حالت خدا سے مخفی نہیں ہوگی۔ اس لیئے ہمیں ثواب ضرور ملے گا۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ لڑائی پر جاتے ہوئے فرمایا۔ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ تم کسی وادی سے نہیں گذرتے مگر وہ بھی تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور ان کو اسکا پورا ثواب ملتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کون لوگ ہیں۔ ارشاد ہوا تمہارے وہ بھائی جو چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح تم نکلے ہو۔ اسی طرح وہ بھی نکلیں۔ مگر وہ مجبوری کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے ۔

پس اگر تم ایسا ایڈریس پیش کرو۔ جس کا یہ مطلب ہو۔ کہ تم بھی دین کی خدمت کے لیئے تیار ہو۔ اور جہاں ضرورت ہو۔ وہاں جانے کے لیئے آمادہ۔ تو یہی سچا اور حقیقی اڈریس ہوگا۔ اور عملی ایڈریس کہلائے گا۔

دعا

اس کے بعد میں دعوۃ دینے والے اور کھانے والے یعنی مفتی صاحب کیلئے بھی دعا کرتا ہوں۔ کھلانے والوں کے لئے یہ کہ ان کو بھی خدمت دین کی توفیق ملے۔ اور مفتی صاحب کے لئے یہ کہ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور اس زنگ سے بچائے جو خدمات کے بعد قلب پر لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ انکے اخلاص میں ترقی دے۔ اور پھر ان کے لئے بھی جو دعوۃ میں شامل ہوئے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ لا یشقیٰ جلیسھم خدا تعالےٰ انکو بھی خدمت دین کی توفیق دے ۔

مستورات کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نصائح سالانہ جلسہ کے متعلق

لجنۃ الاماء اللہ نے اس دفعہ احمدی مہمان بیویوں کی خدمت کا ذمہ لیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے بھی ان کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اسے پسند فرمایا۔ اور قادیان کی بہنوں کو درس القرآن سے پہلے کچھ نصائح فرمائیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ گو حضور کی زبان مبارک میں اس قدر روانی ہے۔ کہ پورے طور سے حرف بحرف تقریر قلمبند نہیں ہو سکتی۔ تاہم اس ناچیز نے کوشش کی ہے۔ کہ حضور کے الفاظ محفوظ رہیں۔ اور اس شفقت بھرے کلام سے میری سب بہنیں بھی حلاوت اندوز ہوں اور دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ایسے شفیق مرشد کے زیر سایہ دیر تک رہنے کی توفیق عطا فرمادے ۔

حضور نے فرمایا۔ درس سے پہلے کچھ باتیں کہنا ضروری ہیں۔ چونکہ جلسہ سالانہ کے دن قریب آگئے ہیں۔ اور جہاں جلسہ پر مرد آتے ہیں۔ عورتیں بھی کثرت سے آتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ان کے انتظام کے متعلق بھی تیاری کی جائے۔

پچھلے سال لجنۃ الاماء اللہ کا انتظام تھا۔ اور اچھا تھا اب کے بھی لجنہ نے خواہش کی ہے۔ کہ وہ انتظام کرے اور قادیان میں رہنے والی عورتیں انتظام میں امداد دیں۔ کیونکہ ممبران لجنہ کی تعداد تیرہ چودہ ہی ہے۔ اور جب کہ مردوں کے جلسہ کا انتظام تیرہ چودہ مرد نہیں کرتے۔ بلکہ باہر کے بہت سے بھائی بھی انتظام میں مدد دیتے ہیں۔ اور اس میں فائدہ بھی ہوتا ہے۔ کہ بہت سا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے لجنہ کو بھی امداد کی ضرورت ہے۔ عورتیں ایسی آزادی سے وہ کام نہیں کر سکتیں۔ جو مرد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں گھر کا بھی سارا انتظام کرتی ہیں۔ بچوں کو بھی سنبھالنا ہوتا ہے گویا کہ عورتوں ہی کے انتظام کے باعث مردوں کی آزادی ہے۔ کہ وہ جلسوں کی تقریبوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور ایک حد تک عورتوں کا پردہ بھی آزادی ... کام میں مانع ہوتا ہے۔ وہ برقعہ پوشی کے باعث لنگر وغیرہ سے کھانا نہیں لا سکتیں۔ نہ کوئی باہر کا کام کر سکتی ہیں۔ ان دنوں عورتوں پر گھر کے انتظام کا بوجھ بھی ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی کام کے لئے بہت سا وقت چاہیئے۔ سو ایک حصہ وقت کا عورتیں سالانہ جلسہ کی امداد پر لگا سکتی ہیں۔ زیادہ نہیں۔ عورتیں روٹی پہنچانے کا کام بھی نہیں کر سکتیں۔ ہاں ان کا یہ کام ہے۔ کہ شہر میں جو کثرت سے عورتیں آتی ہیں۔ ان میں ہی وہ کام کریں۔ مجھے پورے طور سے تو معلوم نہیں۔ کہ لجنہ نے کون سا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ مگر دو کام ہیں۔ جو آسانی سے وہ کر سکتی ہیں۔

(۱) ایک تو مہمان بیویوں کو کھانا کھلانا۔

(۲) دوسرا ملاقات کرنا۔

یہ دونوں کام اصل میں بہت بڑے ہیں اور اچھے کام ہیں۔ ایک حد تک ان میں خرچ کی بھی سہولت ہو سکتی ہے۔ قادیاں کی عورتیں اگر ان میں حصہ لیں۔ تو یہ سہولت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ دیکھ کر پہچان کر سمجھ سکتی ہیں۔ کہ ارد گرد کے گاؤں کی عورتیں۔ جو آتی ہیں۔ وہ احمدی ہیں یا ناواقف۔ جو قادیان کے ارد گرد کی عورتیں محض جلسہ دیکھنے یا تقریریں سننے آتی ہیں۔ اگر وہ کھانے کے وقت گھروں میں کھانا کھانے جاویں۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ انکو کھانا یہاں ہی کھلانا چاہیئے۔ ہاں بعض

بھی ناواقف ہوتی ہیں۔ کہ وہ کہتی ہیں کہ چلو قادیان جلسہ کھائیں۔ انکو یہ خبر ہی نہیں ہوتی کہ جلسہ دیکھنے یا سننے جاتا ہے۔ یا کھانا کھانے کے لئے جلسہ ہوتا ہے سو ہماری قادیان کی عورتیں یہ خوب سمجھ لیں کہ جو عورتیں جلسہ دیکھنے یا تقریر سننے آویں ان کی طرف توجہ رکھیں بعض وقت بجائے انکو یہاں رکھنے کے ہٹا دینا نقصان دہ ہوگا اور محض کھانا کھانے انکا گھر جانا ٹھیک نہیں۔ یہ کام نہایت ذمہ داری کا ہے اور ذراسی بے پروائی سے بہت کچھ نقصان ہوجاتا ہے مہمانداری کا کام از حد ذمہ واری کا کام ہے۔ اور اپنے نفس پر جبر کرنا دوسرے کا دل خوش رکھنا ایک اہم کام ہے۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں میری ذمہ واری مہمانداری کی تھی ہم نے ہر ایک جماعت کا علیحدہ کھانا کھلانے والا کمرہ تجویز کیا تھا۔ ہمارے ایک کام کرنے والے شخص نے ایک معزز مہمان کو دوسرے کمرہ میں کھانا کھاتے دیکھ کر کہا "یہاں آپ کے کھانے کا انتظام نہیں" مگر وہ ان الفاظ کو غلط طریق سے کہنے پر ناراض ہوا اور اس طرز پر بہت سے شکوے پیدا ہوگئے۔ حالانکہ کہنے والا اگر یہ کہدیتا کہ "آپ کے لئے دوسرے کمرہ میں انتظام ہے" تو ناراضگی پیدا نہ ہوتی۔ مگر غلطی یہ ہوئی کہ وہ الفاظ پلٹ گیا تو ذرا و ذراسی غلطی اور بے احتیاطی سے بہت سا نقصان ہوجاتا ہے۔ یہ کام ٹھنڈے دل سے ہوتا ہے۔ مہمان کی بہت عزت ہوتی ہے۔ میزبان کو چاہیئے کبھی دو ٹوک جواب نہ دے اور نفس مار کر یہ کام ذمہ لے۔ ورنہ بجائے نفع کے نقصان ہوجاتا ہے۔ پابندی وقت ہمارے ملک میں نہیں حالانکہ انگریزوں کے ملک میں بہت بڑی پابندی اوقات ہے۔ ہماری تو لجنہ کی ممبروں میں بھی تاحال پابندی اوقات نہیں ہے انکے اجلاس کا وقت جمعہ کے دن بعد از ظہر مقرر ہے مگر میں دیکھتی ہوں کہ ایک ممبر تو مقررہ وقت سے بیس منٹ بعد آتی ہے۔ دوسری گھنٹہ بعد اور تیسری دو گھنٹہ بعد۔ عصر تک جمع ہی ہوتی رہتی ہیں حالانکہ جو کام وقت پر ہو وہی مفید ہوتا ہے۔ کھانا بھی وقت مقررہ پر ہو۔ اور جہاں جہاں جسکو مقرر کیا جائے پابندی سے کام کرے +

انتظام جلسہ میں ہر ایک عورت کو حکم ماننا چاہیئے دیکھو ہمیں بھی حکم ماننا پڑتا ہے۔ بعض وقت ہمکو باہر بھی تحریک کے لیئے جانا ہوتا ہے تو ہم پریزیڈنٹ یا افسر جلسہ کا حکم لیتی ہیں۔ انتظامی قانون میں بادشاہ بھی حکم کا پابند ہوتا ہے۔ شریعت اسلام کا حکم ہے کہ نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرو۔ اس حکم کے پابند رسول صلعم بھی تھے۔ قانون کی پابندی ہتک نہیں ہوتی نہ یہ بیعزتی ہوتی ہے بلکہ قانون شکنی بیعزتی ہوتی ہے۔ دیکھو میں یہاں بیٹھ کر درس دیتا ہوں۔ اگر کوئی اور آدمی آکر مسند پر بیٹھ جاوے اور جب میں آؤں گا۔ لوگ اسے باہر نکالیں گے کہ یہ درس دینے پڑھانے کی جگہ ہے نہ کہ تمہارے بیٹھنے کی۔ اس طرح اسکی عزت ہوگی یا بے عزتی۔ تو یہ جرم ہے۔ اسی طرح اب اگر یہ قانون بنایا جائے کہ سٹیج پر کون بیٹھے تو اسکی اتباع میں عزت ہوگی۔ پس قانون کی پابندی لازم ہے۔ پچھلے دنوں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ سٹیج پر کوئی نہ بیٹھے مگر بعض عورتوں نے اسپر برا منایا کہ ہمکو وہاں جگہ نہیں ملی ہماری ہتک ہوئی یہ خیال نادرست تھا۔ قانون شکنی اگر بڑے سے بڑا آدمی بھی کرے تو اس کا ذمہ وار وہ ہوگا نہ کہ ٹوکنے والا۔ روس کے بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس نے ایک دن دربان کو کہا۔ کہ آج کسیکو بھی اندر نہ آنے دو۔ مگر وہاں کے شاہزادوں کو کوئی نہ روک سکتا تھا۔ انکو ہر وقت آمد و رفت کی اجازت تھی۔ ایک شاہزادہ جب اندر جانے لگا۔ تو دربان نے روکا وہ بہت سخت ناراض ہوا کہ مجھے اندر جانے دو میں شہزادہ ہوں مگر دربان نے کہا ہاں میں جانتا ہوں آپ شہزادہ ہیں جرنیل ہیں مگر بادشاہ سلامت کا حکم ہے اسلیئے اندر نہ جانے دونگا اس پر اس شہزادہ نے اسے مارا۔ بادشاہ نے جب سنا تو اسوقت دربان کو بہت بڑا عہدہ بخشا اور انعام بھی دیا۔ ابتک اس کے خاندان میں وہ عہدہ چلا آتا ہے۔ تو قانون شکنی سخت جرم ہے۔ دنیا میں قانون اسلیئے ہوتے ہیں کہ ان کی پابندی کی جائے اور پورے طور سے ان کو نبھایا جاوے۔

عورتیں اس پر توجہ کریں اور اپنی امداد جلسہ سالانہ میں دے کر ثواب حاصل کریں۔ رقمزدہ ناچیز سکینۃ النساء قادیان۔

اخبار فاروق کا التوا کیوں ہوا

تمام احمدی احباب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فاروق اخبار جو سلسلہ کا ایک آرگن ہے جون سنہ رواں سے اسوقت تک مسدود ہی اسکی وجہ کیا ہے کیا ایڈیٹر صاحب فاروق کی عدم توجہی یا کمپنی کی بے معذوری ہے۔ سو واضح ہو کہ ایڈیٹر صاحب فاروق کو بمنشاء امیر المومنین نظارت تالیف و اشاعت نے لگاتار پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں آریہ سماج کے زہریلے اثر کو دور کرنے کے واسطے باہر بھیجا جیسا کہ اخبار الفضل کے ذریعہ احباب کو معلوم ہوتا رہا ہوگا۔ کہ راولپنڈی۔ کیمل پور۔ جہلم۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ فیروزپور۔ قصور۔ گوجرہ سرگودھا۔ لائلپور۔ مظفر گڑھ۔ ملتان۔ گورکھپور۔ ریاست پٹیالہ وغیرہ مقامات میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے دورہ کرکے باحسن طریق سلسلہ کی خدمت بجالاکر آریہ سماج پر فتح مبین حاصل کی۔ بوجہ انکی عدم موجودگی کے فاروق کا جاری رہنا محال تھا کیونکہ اسکی اشاعت بمقدار قلیل تھی کہ وہ کوئی مستقل انتظام اپنی غیر حاضری میں اسکے جاری رکھنے کا نہ کرسکتے تھے۔ جس سے وہ مجبوراً بند کرنا پڑا۔ جو اخبار کے ذریعہ بھی وہ سلسلہ کی خدمات کرتے تھے وہی خدمت ان دوروں پر بیرونجات میں بھیجکر لی گئی۔ اسلئے خریداران فاروق کو اس سے بیدل نہ ہونا چاہیئے انکی اغراض بھی خدمت دین و سلسلہ ہے۔ سو وہ تو ایڈیٹر صاحب فاروق برابر کرتے رہے ہیں جس کا ثواب خریداران فاروق کو بھی خداتعالیٰ عزوجل کی طرف سے ضرور ملے گا۔ اب اگر سلسلہ کا یہ اخبار بند رہا تو نہایت افسوسناک بات ہوگی کہ ایک زندہ قوم کا ایک تبلیغی ذریعہ کم ہوجائے اسلیئے میں نہایت زور سے سفارش کرتا ہوں کہ تمام احمدی انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان اپنے حلقہ اثر میں کوشش بلیغ فرما کر کم ازکم پانسو خریدار فاروق کے واسطے ماہ دسمبر کے آخر تک پیدا کرکے اس قومی پرچہ کو زندہ رکھنے کی خاص سعی کریں۔ اور یہ تعداد احباب کیلئے کوئی زیادہ نہیں ہے معمولی سی توجہ سے پانسو خریدار فاروق کیلئے وہ دے سکتے ہیں۔ یہ ہفتہ وار پرچہ ہے جسکی سالانہ قیمت صرف چار روپیہ ہے للعہ۔ پس پانسو خریدار ہونے چاہئیں جو کم ازکم چھ ماہ کا چندہ بحساب دو روپیہ فی خریدار جمع کرکے براہ راست بذریعہ منی آرڈر یا سالانہ جلسہ پر آکر ایڈیٹر صاحب فاروق کو ادا کرکے انکی حوصلہ افزائی اور اپنی قومی غیرت کا ثبوت دیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ آواز ضرور سنی جائیگی اور یونہی نہ ٹال دی جائیگی۔ اسکے متعلق جو کوشش سیکرٹری صاحبان انجمنہائے بیرونی اور دیگر احباب کریں گے اسکی مجھے اطلاع دیں۔ اور بہت ہی جلد اس طرف اشد توجہ کریں بلکہ بہتر ہوگا کہ خریداران کی فہرست دفتر نظارت میں بھیجتے رہیں جس سے تعداد کا اندازہ معلوم ہوتا رہیگا ++ زین العابدین۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان دارالامان ++

نوجوان بیٹے کی شہادت پر بوڑھے باپ کا صبر جمیل

جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا مومنانہ اخلاص

جیسا کہ یقین تھا۔ جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے اپنے نوجوان لخت جگر مولوی عبیداللہ صاحب شہید مبلغ ماریشس کے انتقال پر جیسی صبر اور شکر کی مثال پیش کی ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف اور لائق توصیف ہے جناب حافظ صاحب موصوف کو یہ افسوسناک خبر اُسوقت پہنچی جبکہ وہ باوجود ناسازی طبع تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں ضلع گجرات کے ایک گاؤں منگی میں تھے۔ وہاں سے وہ اپنے گھر وزیرآباد آئے اپنے خاندان کی مستورات کو صبر و شکر کی تلقین کی۔ اور دوسرے ہی دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لیئے قادیان روانہ ہو گئے۔ یہاں پہنچکر انھوں نے نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت اقدس میں رضاء الٰہی پر شاکر ہونیکا اظہار کیا۔ بلکہ تعزیت کرنیوالے ہر شخص سے اپنی خوش بختی کا اسطرح ذکر فرمایا۔ کہ اس سے بڑھکر میری خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ خدا نے میرے بچہ کو شہادت کا درجہ دیا ہے۔ ۱۴ دسمبر بروز جمعہ انھوں نے مسجد اقصیٰ میں نماز عصر پڑھائی اور بعد نماز احباب سے درخواست کی۔ کہ میں چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں احباب تھوڑی دیر ٹھہر جائیں۔ چونکہ حلق کی تکلیف کی وجہ سے جو کئی دن سے نزلہ اور کھانسی کے باعث انہیں لاحق ہے۔ بلند آواز سے تکبیریں نہ کہہ سکے تھے اسلیئے انھوں نے اپنی تقریر اسطرح شروع فرمائی۔

احباب یہ خیال نہ کریں۔ کہ میری یہ حالت اپنے بیٹے عبیداللہ کے انتقال کی خبر سننے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ بلکہ یہ تکلیف مجھے اس خبر کے پہنچنے سے پہلے کی ہے۔ میں کچھ دنوں سے بیمار ہوں اور اسوجہ سے گلا پڑا ہوا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی رضا پر قلب صمیم سے شاکر ہوں۔ میں نے اس عمر میں جسمیں عبیداللہ شہید ہوا ہے پنجابی نظم میں ایک کتاب لکھی تھی جسمیں وصیت کی تھی۔ کہ اگر میں مرجاؤں تو میرے مرنے پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کی جائے مستورات بین نہ کریں۔ اور نہ شور مچائیں۔

اس موقع پر جناب حافظ صاحب نے اپنی اس پنجابی نظم کے بہت سے اشعار زبانی سنائے جنمیں اپنی فوتیدگی پر مستورات کو بین وغیرہ کرنے سے سختی کے ساتھ روکنے کی وصیت تھی۔ اور پھر فرمایا۔

یہ خیالات میرے اُسوقت تھے جب میں وہابی تھا۔ اور اب جبکہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں داخل ہوں اور سالہا سال سے داخل ہوں۔ آپ صاحبان سمجھ سکتے ہیں۔ کہ میرے ان خیالات میں ترقی ہونی چاہیئے۔ اور ترقی ہوئی ہے۔ اسلیئے اس حادثہ پر میری جو حالت ہے۔ اسکا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس زمانہ میں جب میں عورتوں کو میت کے متعلق بیہودہ اور خلاف شریعت رسومات اور حرکات سے روکا کرتا تھا۔ تو وہ کہا کرتی تھیں۔ یہ مولویوں کی باتیں ہوتی ہیں جب ان پر ایسا وقت آتا ہے تو سب کچھ کر لیتے ہیں۔ اور اسکے لیئے وہ ایک پیر صاحب کی مثال پیش کیا کرتی تھیں۔ کہ وہ عورتوں کو میت پر بین وغیرہ کرنے سے روکا کرتے تھے۔ لیکن جب انکا اپنا بیٹا مرا۔ تو وہ اپنی کمر کس کر بیٹنے والی عورتوں میں شامل ہو گئے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ مجھ پر یہ وقت آیا۔ کہ میرا جوان بیٹا ماریشس میں شہید ہوا اور اسپر خدا تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق دی۔ عبیداللہ کے متعلق میرے دو خیال تھے۔ ایک یہ کہ وہ میرے کتب خانہ کا وارث ہوگا۔ اور دوسرا یہ کہ میرے بعد میرے چھوٹے بچوں کو تعلیم دیگا۔ اس لحاظ سے اسکی شہادت گو میری توقع کے خلاف ہوئی ہے۔ مگر حضرت علیؓ کے قول کے مطابق کہ عَرَفْتُ رَبِّی بِفَسْخِ الْعَزَآئِمِ اسمیں بھی مجھے شان الٰہی کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔ اب کیا میں یہ توقع نہیں کر سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ اسکے بچہ بشیر احمد کو بخیریت میرے پاس پہنچائے اور میں اُسے قرآن پڑھا کر اور تعلیم دلا کر خدمت دین کیلیئے اسی جگہ بھیجوں جہاں میرا بچہ شہید ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس توقع اور ارادہ کا پورا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ لوگ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے یہ توفیق دے۔

میرے لیئے ایسے بیٹے کے مرنے پر رنج اور تکلیف کی کیا وجہ ہو سکتی ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہید قرار دیا۔ اور جسے قرآن کریم شہید قرار دیتا ہے۔ میں تو خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے میری یہ قربانی منظور فرمائی۔ مجھے بعض لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ حضرت صاحب کو لکھو۔ کہ عبیداللہ کو واپس بُلا لیں۔ میں انکو کہتا تھا جس کام کے لیئے خدا تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ وہ کر رہا ہے پھر اُسکو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں یہ خیال آیا کرتا تھا۔ کہ میں اس سے پہلے مرونگا۔ مگر وہ مجھ سے پہلے اپنے محبوب کے پاس چلا گیا۔ یہ میری اُمید کے خلاف ہوا وہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ کہا کرتا تھا۔ اب نہیں کہیگا۔ مگر میرا ایک اور چھوٹا بچہ ہے جو کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ آپ لوگ اُسکے لیئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اُسے صحت دے۔ اور لمبی عمر عطا کرے تاکہ وہ خدمت دین کے لیئے تیار ہو سکے۔ باقی کوئی فکر کی بات نہیں آپ لوگ میرے متعلق کوئی فکر نہ کریں۔ میں اس واقعہ پر نہایت خوش ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے اس فضل پر فخر کرتا ہوں۔ ہاں تعزیت آپ لوگ کر سکتے ہیں۔ مگر وہی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اور جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر دے۔ صبر کا اجر دے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے۔ میں تو کہتا ہوں۔ میری کیا ہی خوش قسمتی ہوتی۔ اگر میرے بہت سے بیٹے ہوتے اور اسی طرح خدا کی راہ میں قربان ہوتے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں آپ لوگ بھی دعا کریں۔ کہ میری جتنی زندگی باقی ہے اسمیں اپنے چھوٹے بچہ اور عبیداللہ کے بچہ کو خدمت دین کیلیئے تیار کر سکوں۔ جب میں نے بیعت کی تھی اُسوقت حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا نبی اور رسول مانا تھا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعودؑ نبی اللہ ہوگا۔ آپ نے جب مدرسہ احمدیہ کے جاری کرنے کی تجویز فرمائی۔ تو فرمایا۔ کوئی ہے جو خدا کے دین کی خدمت کے لیئے اپنی اولاد وقف کرے۔ اُسی وقت میں نے عبیداللہ کو پیش کیا۔ اور اُسی دن سے سمجھ لیا۔ کہ یہ خدا کی چیز ہے۔ میرا اس سے تعلق نہیں۔ اور میں نے اسکی کمائی میں سے ایک پیسہ بھی نہیں کھایا۔ بلکہ جب کبھی ہو سکا۔ اسکی امداد کرتا رہا۔ مگر اسلیئے نہیں۔ کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ بلکہ اسکے لیئے کہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اور اس کی آمدنی اتنی نہیں ہے۔ کہ اپنی ضروریات پوری کر سکے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل لڑکوں میں سے اسکو سب سے پہلے خدمت دین کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے چُنا۔ ورنہ اور بھی اچھے اچھے لڑکے تھے۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اسکو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا۔ یوں تو میرے مرنے کے چند سال بعد میرا نام مٹ جاتا اور کسی کو یاد بھی نہ رہتا۔ مگر اسکی شہادت سے میرا نام بھی ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو گیا۔ اس سے مجھے کیا صدمہ اور کیا رنج ہو سکتا ہے۔ یہ تو میرے لیئے خوشی اور فخر کی بات ہے۔ کوئی میرے متعلق یہ خیال ہی نہ کرے۔ کہ مجھے اس واقعہ نے مضمحل کر دیا ہے۔ میرے ابتداء میں ہی وہ خیالات تھے۔ جو میں نے بیان کیئے ہیں۔ اور اب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے کی برکت سے ان میں اور بھی ترقی ہو گئی ہے آپ لوگ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے استقامت دے۔ عبید اللہ میرا ایسا فرمانبردار بچہ تھا کہ ۳۲ سال کی عمر میں اس نے ایک دن بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ وہ جنوری ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۹۲۳ء میں خدا تعالیٰ سے جا ملا۔

مقدمہ کی کارروائی

ظہیر الدین اروپی نے الفضل کے خلاف ہتک عزت کا جو مقدمہ دائر کیا ہے ۱۲ دسمبر اسکی پیشی تھی۔ اس دن ظہیر الدین کا بیان ہوا۔ جسپر جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا نے نہایت قابلیت اور خوبی سے جرح فرمائی۔ جرح ابھی جاری تھی کہ کچہری کا وقت ختم ہو گیا۔ لالہ برکت رام صاحب مجسٹریٹ نے اسی وقت اپنی پیشی سے مقدمہ کو منتقل کرنیکی اجازت حاصل کر لی۔ اور اب یہ مقدمہ جناب چودھری پیر محمد خانصاحب اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بٹالہ کی عدالت میں پیش ہوگا۔ ابھی تاریخ مقرر نہیں ہوئی ظہیر الدین کا مفصل بیان انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جائیگا۔ احمدی احباب کی خاصی تعداد احاطہ عدالت میں موجود تھی ظہیر الدین کے گواہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے نہیں گئے تھے +

قابل توجہ خریداران الفضل

بر موقعہ جلسہ سالانہ

جن احباب کا چندہ الفضل ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے اُن دوستوں کو چاہیئے۔ کہ مہربانی فرما کر آیندہ چھ ماہی یا سالانہ قیمت جلسہ کے موقعہ پر جمع کرا دیں۔ تاکہ ہمیں وی پی نہ کرنے پڑیں۔ اور انھیں ۴؍ زائد نہ دینے پڑیں۔ اگر خود کسی وجہ سے نہ آ سکتے ہوں تو کسی دوسرے دوست کے ہاتھ بھیج دیں۔ یا بذریعہ منی آرڈر کیونکہ ہم بوجہ اشغال جلسہ وی پی نہیں کر سکیں گے۔ جن صاحبان کی قیمت دسمبر میں ختم ہوگی اور ۵ جنوری تک نہ پہنچے گی ان کا اخبار تا وصولی قیمت امانت میں رہے گا۔

ایام جلسہ میں دفتر اخبار الفضل ریویو اردو (تشحیذ) نماز فجر کے بعد ۱۰ بجے تک اور مغرب کے بعد رات کے ساڑھے دس بجے تک کھلا رہے گا۔ جس وقت کسی دوست کو موقعہ ہو۔ قیمت جمع کرا دے۔ جلسہ گاہ میں جلسہ برخاست ہونیکے اوقات میں بڑکے درخت کے نیچے الفضل و ریویو کا کوئی نہ کوئی کارکن موجود ہوگا رسید لیکر اُسکو روپیہ ادا کر دیں۔ سلسلہ میں شائع ہونیوالی اور دیگر مفید کتب بھی دوستوں کی سہولیت کے لیئے مہیا رکھی جائیں گی۔

میں یہ بھی درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ الفضل کی اشاعت کا دائرہ وسیع کرنیکے لیئے ضروری ہے کہ ہر خریدار کم از کم ایک خریدار الفضل کا مہیا کر کے لائے جو ہمت و توجہ اور کوشش کے آگے معمولی بات ہے +

خاکسار مینیجر الفضل قادیان

خریداران اراضی زرعی

قرب وجوار قادیان کیلئے ایک نادر موقعہ

خریداران اراضی زرعی ½ حصہ سالم دہ واقعہ مقام راجپورہ قسم اراضی سیلاب جس کو آبپاشی کی ضرورت ہرگز کسی موقعہ پر نہ ہو اعلیٰ سے اعلیٰ پیداوار دیتی ہے۔ رقبہ عام طور پر ہے۔

موضع پھیر وچیچی کے ساتھ زمین ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ وہ مجھ سے گفتگو کر کے فیصلہ قیمت وغیرہ کر لے۔ بعد سودا ہونے کے رجسٹری ہو جاویگی۔

المشتہر شیخ نور احمد مختار عام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

موتی کوڑیوں کے مول

مجھے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کے لیئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اسلیئے صرف ایام جلسہ میں حسب ذیل کتب نصف قیمت پر ملیں گی۔ ہندو دھرم کی حقیقت ۸؍ آریہ مذہب کی حقیقت ۸؍ پروفیسر رام دیو کے چھ سوالوں کا جواب ۸؍ ہندو دھرم اور سوراج ۸؍ قضیہ گائے پر تنقیدی نظر ۲؍ وید اور قربانی ۸؍ قرآن مجید اور وید کا مقابلہ ۸؍ باوا نانک کا مذہب ۸؍ ستیارتھ اوپدیش ۸؍ سوانح عمری باوا نانک ۸؍ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر ۸؍ سکھوں سے مباحثہ ۸؍ گوروکی بانی ۸؍ سکھ اور اذان ۸؍ اذان کا گورمکھی ترجمہ ۸؍ گوروکی بانی گورمکھی ۸؍ کل قیمت ۸؍ ایام جلسہ میں نصف قیمت یعنی ۸؍ ہے۔ یہ رعایت انہیں کیلئے ہے جو مذکورہ الصدر کتب خریدیں ورنہ سالم قیمت۔ یہ رعایتی کتب صرف آپ کو دفتر نور سے ہی ملیں گی اور کسی کتب فروش سے نہیں۔ دفتر نور گول کمرہ کے جانب جنوب ایک قدم کے فاصلہ پر ہے۔ مینیجر اخبار نور قادیان

باہتمام محمد عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔